شریف شوق امرتسری

محفل بخاری کے چند لمحات

شہید گنج ایجی ٹیشن عروج پر تھی۔ انگریز مجلس احرار ایسی فعال جماعت کو ہمیشہ ہمیشہ ختم کرنے کے لئے مختلف محاذوں سے شیطنیت، عیاری، اور ریشہ دوانیوں کے بم برسا رہا تھا۔ مجلس احرار چاروں اطراف سے مصائب و آلام میں مبتلا تھی۔ مرکزی دفتر احرار لاہور جہاں ہزاروں روپے تبلیغ اور مقابلہ مرزائیت کی خاطر ہر وقت جمع رہتے تھے۔ وہاں ہر کارکن کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا۔

چودھری افضل حق مرحوم کی تحریک پر شاہ جی کو ڈابھیل جہاں حضرت مولٰنا شبیر احمد عثمانی مرحوم خطیب تھے۔ بھیجنے کا پروگرام مرتب ہوا۔ اور شاہ جی کی معیت میں خاکسار کو جانے کا حکم ہوا۔ ڈابھیل میں ہفتہ عشرہ قیام کے دوران قریباً چھے سات تقریریں شاہ جی کی ہوئیں۔ اور کچھ رقم جمع ہوئی۔ واپسی پر شاہ جی امرتسر اترے۔ اور میں لاہور احرار کے صدر دفتر پہنچا۔ چودھری صاحب مرحوم نے دریافت فرمایا۔ کوئی چندہ ہوا۔ میں نے عرض کی ہاں لیکن وہ ٹرنک جس میں رقم تھی۔ شاہ جی امرتسر اپنے ساتھ ۔لے گئے ہیں۔ مجھے وہ روپیہ لانے کے لئے امرتسر بھیجا گیا۔ شاہ جی کے گھر پہنچا۔ آواز دی۔ آواز پہچانتے ہی اندر سے فرمانے لگے بھئی جلدی آؤ۔ ہم ساری رات سوئے نہیں۔"

میں نے عرض کی کیا ہوا؟ فرمایا میری بیوی کو رات خواب آیا ہے کہ ہمارے صحن میں غلاظت کا ڈھیر لگا ہوا ہے تین بجے رات سے اس وقت تک ہم میاں بیوی پریشان ہیں کہ ایسا خواب کیوں آیا۔ اور ہمارے گھر میں یہ ڈھیر کیسا؟ ایسا معلوم ہوا کہ چندہ کی رقم قوم کی امانت تھی۔ جو ہمارے گھر بین پڑی تھی۔ اسے لے جاؤ اور میری پریشانی کو دور کرو۔ چنانچہ میں رقم لے کر روانہ ہوا اور شاہ جی نے خدا کا شکر ادا کیا۔

۱۹۳۵ء میں زلزلہ سے کوئٹہ برباد ہو چکا تھا۔ تباہ شدہ، خانما برباد زخمی بیمار مسلمان دھڑا دھڑ لاہور پہنچ رہے تھے۔ شمالی ہندوستان میں مہاجرین کوئٹہ کی سب سے زیادہ موثر اور ٹھوس خدمت مجلس احرار نے کی۔ لاکھوں روپے نقد تقسیم کئے گئے۔ دہلی دروازہ کے باہر زخمیوں اور بیماروں کے لئے کیمپ کھول دیئے گئے۔ جہاں ہزاروں زخمی اور مریض ہر وقت موجود رہتے تھے بیوگان، یتامیٰ، مفلوک الحال مسلم مہاجرین کوئٹہ کی کماحقہ خدمت کی گئی یہاں تک کہ مجلس احرار کے شدید دشمن انگریز پر بھی اس بے لوث خدمت کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اس وقت کے انگریز وائسرائے نے مجلس احرار کو چٹھی لکھی کہ حکومت آپ کی اس خدمت خلق سے بہت متاثر ہوئی ہے۔ اس لئے مجلس احرار کے تین چار معتبرین دہلی کے قصر حکومت میں پہنچیں۔ تاکہ ہم مجلس احرار کا شکریہ ادا کریں۔ اس پر فیصلہ کرنے کے لئے مجلس احرار کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں فیصلہ کیا جانا تھا کہ وائسرائے کے پاس شکریہ وصول کرنے کے لئے کس کس صاحب کو منتخب کیا جائے۔ اتنے میں شاہ جی

تشریف لے آئے۔ بات سن کر فرمایا۔

''اللہ کا خوف کرو۔ غضب خدا کا، قوم ہماری، ملک ہمارا، خدمت ہماری اور شکریہ ادا کرے گورنر جنرل۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ ملک اور قوم کا مالک انگریز ہے۔ اور انگریز ہماری خدمت کے صلہ میں ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔ یہ ظالم فرنگی بڑا چالباز ہے۔ بے ایمان ہے یہ شیطان کا بچہ دوسری دنیا میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی فعال جماعت مجلس احرار بھی انگریز کو ملک کا صحیح حاکم اور مالک تصور کرتی ہے۔''

شاہ جی کی گونج سے تمام حاضرین دم بخود ہوگئے اور وائسرائے کو یہ جواب دیا گیا۔ کہ ملک ہمارا ہے۔ قوم ہماری ہے جس کی ہم نے خدمت کی ہے تمہارے شکریہ کے کیا معنیٰ؟

شاہ جی نے فرمایا۔ ''جو لوگ بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں، بچے میری دعوت پر کسی تحریک یا مرحلہ میں موت کا شکار ہوئے ہیں۔ ان کے خون کا ذمہ دار میں ہوں۔ میں اللہ سے ان کی مغفرت کےلئے دعا کرتا ہوں....... اگر ان کا خون دشمنوں کی داستان سرائی کے مطابق رائیگاں گیا ہے تو اس کے ایک ایک قطرہ کا ذمہ دار میں ہوں۔ میں نے تحریک استخلاص وطن اور ناموس رسول ﷺ کی حفاظت کے لئے اتنے مسلمان مروائے اور جیل میں بھجوائے ہیں کہ ہر نقصان کی مسئولیت قبول کرتے ہوئے مجھے اطمینان ہوتا ہے۔''

کمینوں کی ہم نشینی آوارہ کتوں کی قے چاٹنے کے برابر ہے۔

میں نے دلی کی جامع مسجد اور لاہور کی شاہی مسجد میں نماز پڑھنے سے حتی الامکان گریز ہی کیا۔ کیونکہ غلامی کے زمانے میں مجھے یہ خلش مضطرب رکھتی ہے۔ کہ آزاد انسانوں کی بنائی ہوئی سجدہ گاہوں کو اپنے غلام وجود کے سجدوں سے مجروح کیوں کروں؟ مجھ سے نہ کبھی دلی کے لال قلعہ کی بے بسی دیکھی گئی ہے اور نہ میں نے انگریزوں کے زمانہ میں لاہور کے قلعہ کو آنکھ اٹھا کر دیکھا ہے۔ ان کا لٹا ہوا طنطنہ مجھے غلاموں کے حق میں اکثر بددعا دیتا ہوا نظر آیا ہے۔

لوگ کتابیں پڑھتے ہیں اور میں انسان پڑھتا ہوں۔ میں نے تمام عمر انسانوں کے چہرے پڑھے۔ ان کی پیشانیوں سے مضمون چنے اور ان کے کانوں میں شہد و شکر کے قطرات ٹپکائے ہیں۔

لیکن اب جی یہ چاہتا ہے کہ سناٹوں میں چلا جاؤں اور وہاں اپنی للکار کو گونجاتا رہوں، اندھیروں میں نکل جاؤں اور وہاں اپنی آنکھوں کے نور چھڑکتا رہوں لیکن میں ان لوگوں میں عمر گزار رہا ہوں جن کے ہاں دولت کی پوجا ہوتی ہے۔ اور طاقت کو سجدے کئے جاتے ہیں۔

اگر میں زندہ رہا تو پاکستان کی سرحدیں پکار اٹھیں گی کہ............ بخاری اور اس کے سپاہیوں کو اس مٹی کے ذروں سے کہاں تک وابستگی و شیفتگی ہے۔